

استغفار کی ضرورت اور برکات

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْ يَنْصُرَهُ مِمَّا فَعَلَ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (ال عمران: 136)

نیز وہ لوگ جو اگر کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر (کوئی) ظلم کریں تو وہ اللہ کا (بہت) ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشتا ہے اور جو کچھ وہ کر بیٹھے ہوں اس پر جاننے بوجھتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔

وَإِنِ اسْتَغْفَرُوا ذُرِّيَّتَهُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ يُسْتَعْتَبُ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ (ہود: 4)

اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی طرف رجوع کرو، وہ تمہیں مقررہ وقت تک اچھا فائدہ دے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا۔

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ملتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب
اے عزیزو! اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوف خدا

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا موضوع ہے استغفار کی ضرورت اور برکات۔

استغفار کے لغوی معنی ہیں بخشش چاہنا۔ توبہ کرنا یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں، اپنی غلطیوں کی معافی طلب کرنا، اُس کی بخشش چاہنا کہ وہ ہماری غلطیوں کو معاف فرمادے۔ قرآن و حدیث کے اکثر مقامات پر جہاں توبہ کا ذکر ملتا ہے وہاں استغفار کا ذکر بھی لازمی آیا ہے۔ گویا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کیونکہ استغفار کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش مانگنا۔ چنانچہ استغفار کا تعلق تو زبان سے ہے کہ بندہ اپنی زبان کے ذریعے خدا سے بخشش و مغفرت مانگتا ہے۔ جبکہ توبہ کا تعلق دل سے ہے کیونکہ کسی گناہ پر ندامت و شرمندگی اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور آئندہ اس گناہ میں ملوث نہ ہونے کا عہد دل ہی سے ہوتا ہے۔ مومن وہ ہے جسے کسی بھی گناہ کے بعد فوراً یہ احساس ہو جائے کہ اُس سے غلطی ہو گئی ہے۔ اگر اس نے توبہ نہ کی تو یہ غلطی اس کے خالق و مالک کی ناراضگی کا باعث بنے گی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اُس سے برداشت نہ ہوگی۔ اسی لیے وہ فوری طور پر اپنے اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر گڑگڑاتا ہے اور استغفار کرتا ہے اور وہ آئندہ ایسے گناہ نہ کرنے کا پکا عزم کرتے ہوئے توبہ کرتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے معاف فرمادے آئندہ یہ غلطی نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنوں کو اپنی سابقہ غلطیوں، کوتاہیوں پر توبہ و استغفار کرنے اور آئندہ ایسی غلطیوں کو دہرانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے فرمایا: **اسْتَغْفِرُوا لِلذَّنْبِ** (البقرہ: 200) اللہ سے بخشش مانگو۔ صحابہ کے متعلق بیان فرمایا: **وَبِالْآسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ** (الذاریات: 19) کہ وہ صبحوں کے وقت بھی استغفار میں لگے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نہ صرف اپنی لغزشوں کی بخشش

کے لئے استغفار کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ مومنوں کے لئے مغفرت طلب کرنے اور ان کے لئے بخشش کی دعا کرنے کی نصیحت بھی فرمائی۔ جیسے فرمایا: فَاعْلَمَ أَنَّهٗ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرَ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ۔ (محمد: 20)۔ پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر، نیز مومنوں اور مومنات کے لئے بھی اور اللہ تمہارے سفری ٹھکانوں کو بھی خوب جانتا ہے اور مستقل ٹھکانوں کو بھی۔

سامعین! کتب احادیث میں بھی استغفار کی بہت زیادہ فضیلت اور تاکید بیان ہوئی ہے۔ بلکہ اس توبہ و استغفار کو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسن ظن کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی آدمی جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا) گمشدہ اونٹ کے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ امتوں میں سے مغفرت کا یہ واقعہ بڑے ذوق و شوق سے صحابہؓ کو سنا کر استغفار کی جہاں تلقین فرمایا کرتے تھے وہاں اپنے خدا کے رحم اور انسانیت سے پیار کے ذکر پر بھی محظوظ ہوتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی نے 99 قتل کئے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بزرگ عالم سے رابطہ کر کے اس گناہ سے توبہ بارے میں پوچھا۔ جس نے اسے ایک تارک الدنیا زاہد کے بارہ میں بتایا۔ وہ شخص اس کے پاس آیا اور توبہ بارے میں پوچھا۔ اس نے جواباً کہا کہ اس شخص کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے جس نے 99 قتل کئے ہوں۔ اس پر اس شخص نے اس عابد و زاہد کو بھی قتل کر کے اپنی سنجری مکمل کی۔ پھر اسے ندامت ہوئی۔ اسے ایک اور عالم کا پتہ بتایا گیا جس سے اس نے اپنی توبہ بارے میں سوال کیا۔ اس عالم نے کہا کہ کیوں نہیں توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ تم فلاں بزرگ کے پاس جاؤ۔ وہ عبادت اور خدمت دین میں مصروف ہوں گے۔ وہ انسانیت کا قاتل اس بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ آدھے راتے میں اسے موت نے آیا۔ تب اس کے بارہ میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے اسے جنت لے جانے کی کوشش کی کہ اس نے توبہ کر لی تھی اور عذاب کے فرشتے یہ کہتے رہے کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہیں کیا۔ یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے؟ اس پر ایک فرشتہ انسانی صورت میں نمودار ہوا جسے ان دونوں قسم کے فرشتوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا۔ اُس نے دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جدھر سے یہ شخص آ رہا تھا اور جدھر جا رہا تھا دونوں ناپ لیں۔ اگر طے شدہ فاصلہ زیادہ ہے تو فرشتے اسے جنت کو لے جائیں۔ جب ناپا گیا تو منزل مقصود والا فاصلہ چھوٹا پایا گیا اور رحمت کو فرشتے اسے جنت میں لے گئے۔

(مسلم کتاب التوبة باب قبول توبة)

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ طے شدہ فاصلہ کم تھا۔ فرشتوں نے اُسے کھینچ کر لے لیا کیونکہ یہ شخص توبہ کر چکا تھا اور خدا کو صدق دل سے کی گئی توبہ بہت پسند ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار، توبہ کرنے والے ہیں۔

(ترمذی: کتاب: صفة القيامة والرقائق والورع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان بن جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لے اور (گناہ سے) ہٹ جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ (لیکن) اگر وہ ڈنار ہے اور زیادہ (گناہ) کرے تو یہ نشان بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے (پورے) دل کو اپنی پٹیٹ میں لے لیتا ہے اور یہی وہ ”زان“ (زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ زَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنی خبر دار! حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دلوں پر زنگ لگا دیا ان کسبوں نے جو وہ کیا کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزهد)

سامعین! انسان غلطیوں کا پتلا ہے اور روزانہ انجانے میں بیسیوں غلطیاں کر جاتا ہے۔ وہ ان پر توبہ بھی کرتا ہے، استغفار بھی کرتا ہے مگر وہ غلطیاں نہ چاہتے ہوئے بھی دوبارہ سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر خدا غفور و رحیم ہے۔ وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی روٹین میں استغفار کو حرز جان بنانا چاہئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”استغفار کے اصل معانی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معانی جو اس کے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بد نتائج جو مجھے ملنے ہیں ان سے محفوظ رہوں“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 685)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”توبہ استغفار کرتے رہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو استغفار کرتا ہے اسے رزق میں کثائش دیتا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 365)

پھر فرمایا:

”روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا۔ یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے۔“

(نور الحق نمبر 1، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 357)

پھر حضورؑ استغفار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے بُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔ استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 688)

ایک شخص نے حضورؑ کی خدمت میں اپنی مشکلات کے ازالہ کے لئے عرض کی۔ حضورؑ نے فرمایا: ”استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں یا سَئِیٰ یَا قَیُّوْمُ اَسْتَغْفِرُکَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھو۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 326-327 ایڈیشن 1984ء)

سامعین! اسلامی تعلیمات اور کتب میں استغفار اور توبہ کے فضائل اور برکات اور اہمیت سے متعلق کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ ایک مختصر سی تقریر میں ان سب کا بیان تو بہت مشکل ہے۔ استغفار گناہوں کے مٹانے کا باعث بنتا ہے اور جب گناہ بھسم ہو جائیں تو پھر انسان بے شمار برکات و فیوض کا وارث ٹھہرتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن و احادیث میں مختلف اذکار کا ذکر ملتا ہے۔ اگر استغفار پڑھا جائے تو کیا دیگر اذکار کو نہ پڑھا جائے؟ یا کم پڑھا جائے؟ اس پر تو کوئی بحث نہیں۔ اسلامی تعلیمات میں بیان تمام اذکار کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ہے اور اس کی برکات بھی انسان کو ملنے والی ہیں، ان اذکار کو ایسے ہی کہا جاسکتا ہے کہ انسان مختلف خوشبوؤں والے صابن یولوشن سے نہاتا ہے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے، پھر ان پر پرفیوم بھی لگا دیتا ہے تو روحانی غسل کے لئے یہ تمام اذکار انسان کو صاف ستھرا بنانے کے لئے ہیں۔

احادیث اور کتب سلفیہ میں استغفار کے لئے مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ اس موقع پر ایک ایسا استغفار بیان کر رہا ہوں جس کے ساتھ ایسے الفاظ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں تمام دنیا اور دوسرے میں یہ الفاظ رکھ دیئے جائیں تو یہ پلڑا بھاری ہو گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ فرمایا کرتے تھے:

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَاتُوبُ اِلَيْهِ۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بکثرت کہتے ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَاتُوبُ اِلَيْهِ۔ تو آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں جلدی ہی اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا اور جب میں اس کو دیکھ لوں تو بکثرت

کہوں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ تُو (وہ نشانی) میں دیکھ چکا ہوں۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ۔ فتح مکہ۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا جب اللہ کی نصرت اور فتح آپہنچے (یعنی فتح مکہ) اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش طلب کریں بلاشبہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔“

(صحیح مسلم)

سامعین! استغفار کرنے سے انسان کے گناہوں کی بخشش، اللہ کی رضا اور اُس کی محبت و رحمت حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ عذاب کا ٹل جانا، کثرت سے خیر و برکت اور دلوں کا روشن اور درجات کا بلند ہونا، زہد و تقویٰ پیدا ہونا، روزی میں کشادگی، مال و اولاد میں اضافہ، بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات ملتی ہے اور جسمانی و روحانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور وہ دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا دل سے قائل ہو، عاجزی اور انکساری سے اُس کے حضور حاضر ہو اور اُس کے احکامات پر مکمل طور پر عمل کرے۔ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ اُن سے بچنے کا اقرار کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَللّٰهُ مُتَوَبِّتٌ نَدَامَتُ تَوْبَةٍ هِيَ هِيَ۔ (ابن ماجہ باب الزهد باب ذم التوبہ) نماز اور تہجد کا اہتمام کرے۔ رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ رب کائنات رات کے آخری تہائی حصہ میں ہر رات دنیا سے قریب والے آسمان پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے اور دعا و استغفار کرے میں اس کی دعا کو قبول کروں اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اسے عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

تو سامعین دیکھیں کہ ہمارے پیارے خدا کا اپنی مخلوق پر کتنا فضل اور احسان ہے کہ اس کی مخلوق دن رات اسکی نافرمانیاں کرتی ہے، لیکن پھر بھی وہ ان کے ساتھ بردباری کا معاملہ فرماتا ہے اور فوری طور پر انہیں عذاب سے دوچار نہیں کرتا، بلکہ انہیں رزق اور عافیت سے نوازتا رہتا ہے اور اُن پر ظاہری نعمتوں کی بارش فرماتا ہے، پھر انہیں اُن کی سستی اور کوتاہی پر توبہ کی دعوت دیتا ہے، بلکہ اس پر انہیں مغفرت اور ثواب کا بھی وعدہ دیتا ہے۔

اپنے بندے کے توبہ استغفار کرنے پر خوش ہوتا ہے اور اُس کو دنیا میں اور آخرت میں بہترین نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمن ہے وہ اپنی مخلوق پر رحم کرتا ہے۔ وہ التَّوَابُ ہے وہ ہر ایک کی سچے دل سے کی ہوئی توبہ قبول کرتا ہے، وہ اپنے بندوں کے لیے توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھتا ہے تاکہ وہ اُس کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے پر بہت بڑے ثواب، اور اچھے انجام کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی طرف خالص توبہ کرتے ہوئے جھکو۔ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں، جس دن اللہ نبی کو اور ان کو سزا نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔ ان کا نور ان کے آگے بھی تیزی سے چلے گا اور ان کے دائیں بھی۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر جسے تو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ (التحریم: 9) پھر فرماتا ہے سوائے اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدیوں کو اللہ خوبیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الفرقان: 71) سامعین! تمام انبیاء بھی اپنی قوموں کو استغفار کی تاکید کرتے رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اِسْتَغْفِرْ ذُنُوبَكُمْ اِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (نوح: 11) اپنے رب سے بخشش طلب کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اِسْتَغْفِرْ ذُنُوبَكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ (هود: 53) اور اے میری قوم! اپنے رب سے استغفار کرو پھر اسی کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم ثمود کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اِسْتَغْفِرْ ذُنُوبَكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ (هود: 62) پس اس سے استغفار کرتے رہو پھر اسی کی طرف توبہ کے ساتھ جھکو۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اِسْتَغْفِرْ ذُنُوبَكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ (هود: 91) اور اپنے رب سے استغفار کرو پھر اسی کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَكَ وَإِنَّا مَنَاسِكُنَا وَتُبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (البقرہ: 129) یعنی اور اے ہمارے رب! ہمیں اپنے دو فرما نبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریت میں سے بھی اپنی ایک فرما نبردار اُمت (پیدا کر دے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا اچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ! استغفر اللہ! کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دُعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے بغیر دل کے صرف زبانی دُعائیں عبث ہیں، ہاں! دل کی دُعائیں اصلی دُعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا سے دُعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ تو پھر خداوند کریم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دُعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت استغفار کرنا چاہئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد 2 صفحہ 360)

سامعین! استغفار کے لیے کوئی مخصوص وقت نہیں بلکہ انسان کو ہر وقت اللہ کے حضور توبہ استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مردہ نہ ہونے دو۔ کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی محرک رکھو تاکہ وہ بیکار نہ ہو جاوے۔ اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 25۔ ایڈیشن 2018ء)

توبہ استغفار کرنے کے لیے نماز ایک بہترین ذریعہ ہے۔ رکوع اور سجود میں کثرت سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ کہا کرتے تھے: سُبْحٰنَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَدِّكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (صحیح البخاری کتاب الاذان) یعنی پاک ذات ہے تیری اے اللہ! جو ہمارا رب ہے اور تو اپنی خوبیوں کے ساتھ ہے۔ اے اللہ! تو میری مغفرت فرما۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں یہ دعا کیا کرتے تھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً وَأَوْلَكُهُ وَأَخْرَجَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِيمًا اے اللہ! میرے سب گناہ معاف فرما دے، چھوٹے اور بڑے پہلے اور بعد کے ظاہر اور پوشیدہ۔ (صحیح مسلم کتاب الصلاة: باب مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي۔ (سنن ابوداؤد کتاب الصلاة باب الدعاء) اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ مجھے دعا سکھائیں جو میں نماز میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: یہ دعا کیا کرو: اللَّهُمَّ ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ (صحیح البخاری کتاب الاذان) اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔ سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور و رحیم ہے۔

ہمیں بھی یہ چھوٹی چھوٹی دُعائیں یاد کرنی چاہئیں اور اپنی نمازوں میں انہیں دہراتے رہنا چاہیے۔ اور خاص طور پر آج کل دنیا میں جنگی حالات ہیں۔ ان حالات میں بھی دنیا کو محفوظ رکھنے کے لیے، اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے ہم احمدیوں کو بھی بہت استغفار کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ (النحل: 129) تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے خدا کی حمایت میں ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت نافرمانی کرنے سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ آجکل دنیا کا اصول منافقانہ زندگی بسر کرنا ہو گیا ہے۔ اوّل اوّل انسان انسان سے نفاق کرتا ہے اور منافقانہ رنگ میں ہاں میں ہاں ملاتا ہے حالانکہ دلوں میں کدورت اور رنج و بغض بھرا ہوتا ہے۔ پھر یہ عادت ترقی کرتے کرتے ایسی بڑھتی ہے کہ خدا سے بھی منافقانہ تعلق کرنا چاہتا ہے اور خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ خدا عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے دل سے تو مومن ہوتا نہیں مگر خدا کے آگے مومن بننا چاہتا ہے۔ بھلا خدا کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

دیکھو! تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک متقی انسان کی خاطر دوسروں پر بھی رحم کرتا ہے اور اس کے اہل و عیال، خویش و اقارب اور متعلقین پر بھی اثر پڑتا ہے اور اسی طرح سے اگر جرائم اور فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا اثر بھی پڑتا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور متقی بننا بڑی چیز ہے خدا اس کے ذریعہ سے ہزار آفات سے بچا لیتا ہے۔ جبراً اس کے کہ خدا تعالیٰ کی حفاظت اس کے شامل ہو۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بلا نہیں پڑے گی اور کسی کو بھی مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ آفات تو ناگہانی طور سے آجاتے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم کہ رات کو کیا ہوگا؟ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ پہلے بہت روئے اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یا عباد اللہ! خدا سے ڈرو۔ آفات اور بلیات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ جبراً اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔ استغفار اور توبہ کا یہ مطلب نہیں جو آجکل لوگ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے معنی بھی کسی کو معلوم نہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ایک عربی زبان کا لفظ ہے۔ ان لوگوں کی توجہ نہ کیے یہ مادری زبان تھی اور وہ اس کے مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھے ہوئے تھے۔ استغفار کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کیا کرتے تھے اور عوام بھی۔

بعض نادان پادریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار پر اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے استغفار کرنے سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہ کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ استغفار تو ایک اعلیٰ صفت ہے۔ انسان فطرتاً ایسا بنا ہے کہ کمزوری اور ضعف اس کا فطری تقاضا ہے۔ انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ لہذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یا الہی! تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں۔ عَقْمٌ کہتے ہیں ڈھکنے کو۔ اصل بات یہی ہے کہ جو طاقت خدا کو ہے وہ نہ کسی نبی کو ہے نہ ولی کو اور نہ رسول کو۔ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں پس انبیاء بھی حفاظت کے واسطے خدا کے محتاج ہیں۔ پس اظہارِ عبودیت کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور انبیاء کی طرح اپنی حفاظت خدا سے مانگا کرتے تھے۔ یہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ استغفار نہ کرتے تھے۔ یہ ان کی بیوقوفی اور بے سمجھی ہے اور یہ حضرت عیسیٰ پر تہمت لگاتے ہیں۔ انجیل میں غور کرنے سے صریح اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جا بجا اپنی کمزوریوں کا اعتراف کیا اور استغفار بھی کیا۔ اچھا! بھلا ایلی ایلی لہا سبقتانی سے کیا مطلب؟ آبی آبی کر کے کیوں نہ پکارا؟ عبرانی میں ایلی خدا کو کہتے ہیں۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ رحم کر اور فضل کر اور مجھے ایسی بے سرو سامانی میں نہ چھوڑ (یعنی میری حفاظت کر)۔

در حقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلاف زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہو گیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کیا نماز اور کیا استغفار اور کیا توبہ؟ اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب ملتا ہے کہ میں تو استغفار کی سو بار یا دو سو بار تسبیح پڑھتا ہوں مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں۔ استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں طلبِ مغفرت کرنا کہ یا الہی! ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بد نتائج سے ہمیں بچاؤ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

توبہ کے معنی ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بد کام سے رجوع کرنا۔ توبہ کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خدا کا نام بھی تو اب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعالِ بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بد کام سے باز رہنے کا عہد کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا

اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا دوڑ کر آتا ہے۔ یعنی اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت، فضل اور مغفرت میں انتہا درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا سے منہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا کو کیا پروا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 336-339)

فرمایا:

” توبہ استغفار کرنی چاہئے۔ بغیر توبہ استغفار کے انسان کر ہی کیا سکتا ہے سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ استغفار کرو گے تو خدا بخش دے گا۔ سو نمازیں پڑھو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور پچھلے گناہوں کی معافی مانگو اور بار بار استغفار کرو تا کہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔ انسان کی فطرت میں دو طرح کا ملکہ پایا جاتا ہے۔ ایک تو کسب خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کی قوت ہے اور دوسرے بڑے کاموں کو کرنے کی قوت اور ایسی قوت کو روکے رکھنا۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ قوت انسان کے اندر اس طرح سے ہوتی ہے جس طرح کہ پتھر میں ایک آگ کی قوت ہے اور استغفار کے یہی معنی ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو اور گناہوں کے کرنے والی قوت ظہور میں نہ آوے۔ انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اس واسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنی بھی لئے جاویں گے کہ جو جرائم اور گناہ ہو گئے ہیں ان کے بدنتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کر دے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

بہر حال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ یہ جو قوت اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں۔ مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتے رہیں اصل میں غیر ملک کی زبان کے سب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے۔ مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا۔ سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی مگر جو استغفار کا مطلب اور معنی پوچھو تو بس کچھ نہیں ہکا بکا رہ جاویں گے۔ انسان کو چاہئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتتی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔

خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم سے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیے اور بہت استغفار کرنا چاہیے۔ اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے۔ اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا۔ اپنی بیوی کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بد سلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ چاہیے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسائیوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ خوب یاد رکھو کہ صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایک دفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور! بددعا نہ کریں۔ سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جائے اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 372-374)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس استغفار کے معنی بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ” استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے... سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔“ (ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر 5، مئی 1902ء صفحہ 187-188)

یعنی جو استغفار کر رہا ہے اس کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ بشری کمزوری کبھی ظاہر نہ ہو۔ انسان ہے، بشر ہے کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ شیطان ہر وقت حملے کی تاک میں ہے۔ جب انسان روحانی لحاظ سے کمزور ہوتا ہے تو شیطان فوراً حملہ کرتا ہے۔ اس لئے شیطان سے بچنا اسی وقت ممکن ہے جب مسلسل انسان استغفار کرتا رہے اور مسلسل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش میں رہے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کی حمایت اور نصرت کے حلقے میں ایک انسان رہ سکتا ہے۔ ورنہ جیسا کہ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تو انسان کی رگوں میں خون کے ساتھ دوڑ رہا ہے جہاں کمزوری آئی شیطان نے حملہ کیا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 2008ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ پھر فرماتے ہیں:

”پس حقیقی استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُن جذبات و خیالات سے بچنے کی دعا مانگی جائے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں روک ہیں اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا، یہ جذبات دبانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو پھر تُوْبُوْا اِلَیْہِ کی حالت پیدا ہوگی۔ وہ حالت پیدا ہوگی جب انسان پھر مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جب یہ حالت ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔“

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دہرا لینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللہَ اَسْتَغْفِرُ اللہَ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ جب انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تو پھر انسان کے لئے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے دینی اور دنیاوی فائدے ملتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے فائدے اسی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد انسان بنتا ہے... حقیقی استغفار کیا ہے؟ ایسی استغفار جس سے روح گداز ہو کر بہہ نکلے۔ اور یہ روح گداز ہونا زبانی منہ سے استغفار کرنا نہیں ہے بلکہ وہ استغفار ہے کہ دل سے ایک جوش کی صورت میں استغفار نکلتی چاہئے۔ اور جب یہ نکلتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے آنکھ کے پانی کی صورت میں بہتی ہے تو پھر یہ ایک انسان میں انقلاب پیدا کرتی ہے اور تبدیلی لاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 12 جنوری 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

